22

اطمینانِ قلب حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اُس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا ضروری ہے

(فرمودہ 2 ستمبر 1955ء بمقام زیورچ سوئٹزرلینڈ)

تشہّد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"مذہب اور لا مذہبیت میں بڑا فرق یہی ہے کہ مذہب اِس دنیا میں خدا تعالیٰ کو ایک فعّال ہستی تسلیم کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا میں اس قدر حوادث کا سلسلہ جاری ہے اور دنیا کے حالات بعض دفعہ اس طرح مخفی ذرائع سے بدلتے ہیں کہ اگر اس دنیا سے اللہ تعالیٰ کا تعلق تسلیم نہ کیا جائے تو انسان کے لیے اطمینان حاصل کرنے کی صورت ہی نہیں رہتی۔ لیکن خدا تعالیٰ پر بھی صرف ایمان لانا کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا بھی ضروری ہوتا ہے۔

اِس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی شخص پانی کی چھاگل اپنے پاس رکھے لیکن پیاس لگنے پر پانی نہ پیئے تو اس کی پیاس بجھ نہیں سکتی۔ مذہب سے بھی انسان اسی صورت میں فائدہ اٹھا سکتا ہے جبکہ وہ دعاؤں سے کام لے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکے۔ جب انسان ایسا کرے تو وہ اُس شخص کے مشابہ ہوگا جس کے پاس پانی موجود ہے اور وہ اُسے پی بھی رہا ہے۔ اگر پانی موجود

نہ ہوتو پیاس نہیں بجھتی۔ اور اگر پانی موجود تو ہو لیکن پیا نہ جائے تب بھی پیاس نہیں بجھتی۔ پیاس تبھی بجھتی ہے جب پانی بھی موجود ہو اور پیا بھی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں انسان ایسے وقت میں داخل ہوتا ہے جبکہ اُسے کچھ پتا نہیں ہوتا کہ دنیا کیا ہے اور اِس دنیا میں اُس کے کیا فرائض ہیں۔ صرف مذہب ہی اُسے خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھنا اور اُس سے دعائیں کرنا ہی اصل چیز ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی ہستی کو تسلیم نہ کیا جائے تو یہ دنیا ایک مُعمہ بن کر رہ جائے۔ اِسی لئے فلاسفر ہمیشہ بحثیں کرتے رہتے ہیں کہ انسان کیا ہے اور کہاں سے آیا ہے اور اس کا دوسری چیزوں کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اور وہ اس مُعمہ کو حل نہیں کرسکے۔ کیونکہ یہ مُعمہ خدا تعالیٰ کی راہ نمائی کے بغیر حل نہیں ہوسکتا۔

درحقیقت بعض چیزوں کو ماننے کے لیے انسان کو کسی ایسی ہستی پر یقین کرنا پڑتا ہے جس کے سچا ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو۔ ہم بعض باتوں پر محض اس لئے یقین کرلیتے ہیں کہ وہ کسی معتبر آدمی نے کہی ہوتی ہیں۔ پس اگر ہم ایک معتبر انسان پر اعتبار کرلیتے ہیں تو خدا پر کیوں اعتبار نہیں کرسکتے۔ جب یہ ساری چیزیں جمع ہو جائیں تو دنیا کا مُعمہ، مُعمّہ نہیں رہتا۔ بلکہ ایک ایسا تسلسل نظر آتا ہے جس کی ہر کڑی واضح اور ہر عُقدہ حل شدہ ہوتا ہے۔"

(الفضل 2 رمئی 1956ء)